© rasailojaraid.com

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی

کیا کوئی غیر مسلم اسلامی مقننہ کا رکن بن سکتا ہے؟

حکمرانوں کو دوہرے ووٹ کے تجویز کی جرأت کیوں ہوئی؟

مدیران جرائد اسلامیہ کی خدمت میں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ــ منسلکہ مضمون آنجناب کے غور و فکر کے لیے بھیج کر ایک طالب علمانہ فریضہ ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ واللہ یعلم سری وعلانیتی عفا اللہ عنی وعنکم سردست آپ سے اپنے موقر جریدہ میں اس کو شائع کرنے کی جرأت اس لیے نہیں کر رہا کہ عین ممکن ہے یہ تحریر آپ کے معیاری رسالہ کے معیار پہ پوری نہ اترتی ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کی پالیسی سے مضمون یا اس کا طرز تحریر زیادہ مطابق نہ ہو ــــ گذارش اتنی ہے کہ اگر آنجناب کو مضمون کے کلیدی حصص سے اتفاق ہو یعنی نہ صرف غیر مسلم کا دوہرا ووٹ بلکہ اس کی بنیاد یعنی اس کو انتخاب میں اہل شہادت سمجھنا اور با اختیار مقننہ میں مستقل رکن کی حیثیت سے شریک ہونا اس طرح قرآن و سنت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم بمع تائید اکابرین اسلام کے تصریحات سے معلوم ہوتا ہے اور جس طرح کہ الخیر ملتان بابت اپریل ۱۹۹۶ء اور خدام الدین لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء اور تجلیات حبیب چکوال مارچ ۱۹۹۶ء کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے اور جس طرح کہ الحسن لاہور اور نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے اپنے اداریوں میں اس نئی تجویز کو قرآن و سنت کے منافی اور ملک و ملت کی تباہی کی تجویز قرار دیا ہے۔ تو اپنے موقر جریدہ کے ذریعہ اپنے ہی مؤثر انداز تحریر اور پرزور ترغیب و ترہیب سے اس مسئلہ کو مسلسل واضح فرماتے رہیں جس پر طویل خاموشی کی وجہ سے گرد و غبار کے دبیز پردے پڑ چکے ہیں اور جو کہ معمولی پھونک سے صاف نہیں ہو سکیں گے۔

عبدالکریم عفی لہ صدر مدرس و مہتمم نجم المدارس کلاچی و بانی تحریک عمل برائے نفاذ شریعت اسلامیہ پاکستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حمد و صلوٰۃ کے بعد گذارش ہے کہ اخبارات کے مطابق جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ پاک ملک کی وفاقی کابینہ نے انتخابی اصلاحات کے نام سے یہ ناپاک فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ آئندہ انتخابات میں غیر مسلموں کو دوہرے ووٹ استعمال کرنے کا حق ملنا چاہیئے ایک ووٹ وہ اپنے مخصوص نشستوں پہ اپنے غیر مسلم امیدوار کے لیے استعمال کریں اور دوسرا ووٹ وہ اپنے حلقہ کے مسلم امیدوار کے لیے۔

ع وائے گر در پس امروز بود فردائے

دینی جرائد مذہبی رسائل، ماہنامے، ہفت روزے اور بعض اسلام پسند روزنامے اس پر چیخ رہے ہیں اور ملک و ملت کے حق میں اس ناحق اور ذلیل فیصلے کے ناقابل برداشت نتائج قوم کو سمجھانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، یہ ان کا فرض ہے اس پر خاص وقت میں خاموش رہنا ساکت عن الحق بننا ہے جس کی وعید بہت سخت ہے یہ خالص مذہبی مسئلہ آور مذہب کی پاسداری اہل مذہب ہی کا اولین فریضہ ہے مذہبی اور غیر مذہبی جرائد کا اس پر اتفاق ہے کہ اس تجویز سے غیر مسلم اقلیت کو مسلم اکثریت پر مسلط کرنا ہے چونکہ ہمارے بڑوں کا معاملہ اسلام اور مسلمانوں سے خیر کا نہیں رہا اس لیے اب غیر مسلموں کی دامن میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔ سچ کہا کہنے والے نے

ع اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

دینی جرائد کے تبصرے، شر میں خیر کا پہلو۔

چنانچہ ماہنامہ الخیر ملتان جیسا اہم دینی مذہبی رسالہ بابت ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ اپریل ۹۶ء اپنے اداریہ میں لکھتا ہے کہ اسلام تو فاسق مسلمان کو بھی یہ حق نہیں دیتا کہ مسلمانوں کے امیر کے انتخاب اور ادائے شہادت کے مقام پر فائز ہو (یعنی ووٹر بنے کیونکہ ووٹ شہادت ہے) چہ جائیکہ ایک غیر مسلم کو ارباب حل و عقد اور شاورہم فی الامر کا درجہ دے دیا جائے (یعنی با اختیار مقننہ کا ممبر چنا جائے) ظاہر ہے کہ پاکستان کی غیر مسلم اقلیت کو اسے اسلامی فلاحی "مملکت" ریاست بنانے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے الخیر ملتان ص۲۔

۲۔ ہفت روزہ خدام الدین جیسا قدیم الاشاعت رسالہ اپنی اشاعت ۱۵/۲۱ مارچ ۹۶ء اور اس کے بعد کے شمارہ میں اسے خونی سازش قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ اقلیتوں کو سوچنا چاہیئے کہ کہیں وہ زیادہ حقوق حاصل کرنے کی خوشی میں ان حقوق سے بھی محروم نہ ہو جاویں جو انہیں پہلے بھی حد سے زیادہ حاصل ہیں۔

حد سے زیادہ کا مطلب حد شرعی سے زیادہ ہے اور وہ وہی حقوق ہیں جن کو الخیر ملتان نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ان کو ارباب حل وعقد اور شاورہم فی الامر کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔ حالانکہ اسلام نے کسی فاسق کو بھی انتخاب امیر اور ادائے شہادت (ووٹ دینے) کا حق نہیں دیا۔

۳۔ جمعیت علماء اسلام کے امیر اول حضرت امام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دور امارت میں جب ۱۹۵۶ء کے دستور پر تنقیدات اور ترامیم کے نام سے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کا مقدمہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے لکھا گیا تھا اور اس کمیٹی کے اراکین میں شمس الاولیاء حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی قدس سرہ جیسے نابغہ روزگار شیخ حسام الدین مرحوم اور حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ فاضل دیوبند بھی تھے ناظم اعلیٰ جمعیت کے اس وقت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خدام الدین لاہور نے تین سال قبل اس مقدمہ کا درج ذیل حصہ خصوصیت سے شائع فرما دیا تھا ــــ جو اگلی سطور میں نذر قارئین ہے۔

۴۔ اور اب دوبارہ دوست کے دھماکے سے متاثر ہوکر چکوال پنجاب کے مشہور ومعروف خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ کے ترجمان تجلیات حبیب نے بھی اسی صدائے حق کو ملک وبیرون ملک پہنچانے کی سعی فرما کر پورے ۱۳ صفحات پر اس مضمون کو شائع فرما دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

دستور ۱۹۵۶ء پر ترامیم وتنقیدات کے اقتباسات

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم کی تصریحات : ترامیم وتنقیدات کے ص۱۹ پر مفتی صاحب لکھتے ہیں ۔

الف ۔ جس ہیئت مقتدرہ میں غیر مسلم بطور رکن شریک ہو وہ قطعاً اسلامی مقتدرہ نہیں کہلائی جا سکتی ۔

ب ۔ اور جو دستور اس کی اجازت دیتا ہو وہ قطعاً اسلامی دستور نہیں کہلایا جا سکتا ۔

ج ۔ ص۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں جمعیۃ علماء اسلام اسلامی ہیئت مقتدرہ میں غیر مسلموں کے شریک ہونے کو مداخلت فی الدین اور اسلام کے ساتھ استہزاء سمجھتی ہے ۔

غرضیکہ مخلوط اور جداگانہ انتخاب اسلامی انتخاب کی اسلامی شکل کی تحریف کا باعث ہو سکتے ہیں

د ۔ ص۳۲ میں تصریح فرماتے ہیں جمعیت علماء اسلام نے اس دستور میں ترمیم بحق انتخاب اسلامی کرائی ہے دستور کے ان دفعات کو سراسر تبدیل کرانا ہے جن میں غیر مسلم کو حق رائے دہی یا حق رکنیت اسمبلی دیا گیا ہے ۔

صدائے بازگشت الخیر ملتان ۔ خدام الدین لاہور نے جو کچھ لکھا ہے اور تجلیات حبیب چکوال نے جس مضمون کو مکمل تائید کے ساتھ شائع کیا ہے یہ تقریباً ۲۸ سال قبل کے اسی صدائے حق کی صدائے بازگشت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے جو جمعیت علماء اسلام کے دورِ اوّل کے اعاظم رجال اور اکابر اسلام کی تائید سے بلند کی گئی ۔

تلخ حقیقت ۔ یہ ایک انتہائی تلخ حقیقت ہے کہ ۵۸/۱۹۵۷ء سے جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے سر جو اہم ذمہ داری لی ہے آج ۱۹۹۶ء تک ملک و ملت اور اسلام و مسلمانوں کا یہ قرضِ حسنہ اس کے ذمہ واجب الاداء ہے ۔

قابلِ صد ستائش ہیں یہ جرائد نہ صحیفۃ الخیر خدام الدین اور تجلیات جنہوں نے علمائے اسلام کو بھولا ہوا سبق اور بھلایا گیا قرضِ حسنہ یاد دلایا — فھل من مدکر ۔

اخلاقی جرأت انسان مرکب من الخطأ والنسیان ہے بھول چوک معاف کرانا اخلاقی جرأت ہے غلطی پر ڈٹ جانا آدمیت کے خلاف ہے — ۵۸/۱۹۵۷ء سے لے کر اگر ۱۹۹۶ء تک اس اہم مسئلہ کو کہ غیر مسلم مقننہ کا باقاعدہ رکن نہیں بن سکتا اور نہ ہی غیر مسلم بلکہ فاسق اور بدمعاش مسلمان بھی ووٹر بن سکتا ہے جب اسے نہ اسمبلی کے اندر زیرِ بحث لایا گیا ہے نہ ملک کے گوشہ گوشہ میں اس پر پُر زور تقریریں کی گئیں نہ مجالس عامہ اور خاصہ میں اس پر قرار دادیں آئیں تو اب اس شر انگیز تجویز کہ غیر مسلم کو دوہرے ووٹ کا حق ملنا چاہیئے کی پوری ذمہ داری علماء اسلام کی اس طویل خاموشی پر اگر نہیں تو اور کس پر ہے — واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند　　　سعدی از دستِ خویشتن فریاد

جب تک اس حقیقت کو تسلیم نہیں کیا جائے گا اصلاح کی امید نادانی ہے کہ

نہ پیٹیں، نہ ہو قتل انصاف یہ ہے　　　کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوئے ہیں

دوہرے ووٹ کی بڑ تو اس شجرۂ خبیثہ کے برگ و بار ہیں کہ غیر مسلموں کو اہلِ شہادت (ووٹر) بنانے پر نصف صدی تک خاموشی اختیار کی گئی اور ان کو اربابِ حل و عقد بنا دینے کو اب بھی عین انصاف کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ان کلمات بیہودہ کے باوجود اسلام نافذ کرنے کا دعوے کرنے سے بھی نہیں شرماتے ۔

ہفت روزہ عدالت ڈیرہ اسمٰعیل خان ۱۰ مارچ ۱۹۹۶ء کے مطابق دوہرے ووٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے — اقلیتوں کے لیے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے مخصوص نشستوں پہ اپنے نمائندے منتخب کریں ۔ مفتی محمود صاحب کا ارشاد تو یہ ہے کہ

جمعیت علماء اسلام اسلامی ہیئتہ مقننہ میں غیر مسلموں کے شریک ہونے کو اسلام کے ساتھ استہزاء سمجھتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن ان کے نام لیوا اسے انصاف کا تقاضا کہتے پھرتے ہیں۔

ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

اور لطف یہ کہ ووٹ مانگتے وقت خداوند قدوس کے نام پاک کی قسم کھاتے رہے کہ اسمبلی میں غیر مسلم کی شرکت کے خلاف مؤثر احتجاج کرتا رہونگا۔ لیکن مجال ہے کہ پلے ۴ سال تک ایک دفعہ بھی اس کی توفیق ملی ہو۔

ع تقدیر تو ای چرخ گرداں تفو

__عظمت رفتہ:__ بہرحال علماء کو اگر سچے دل سے اسلام کی خدمت کرنی ہے اور اگر ان کو عظمت رفتہ واپس حاصل کرنا ہے تو منافقت کی سیاست کو طلاق مغلظہ دینا ہوگی۔ مجرمانہ خاموشی سے توبہ نصوح کرنی پڑے گی اور صحیح اسلام پیش کرنے سے شرمانے کی عادت کو یکسر چھوڑنا ہوگا۔

__بیسوں مورچے__ - کوئی حرج نہیں یہ بیسوں مورچے اپنی اپنی جگہ پر رہیں لیکن سب کا نشانہ ایک ہی رہے کہ نہ تو اس اسلامی یا مسلمانوں کے ملک میں کوئی غیر مسلم با اختیار مقننہ اسمبلی کا ممبر بن سکتا ہے، اور نہ ہی کوئی فاسق فاجر اور بدمعاش اسلامی شعائر کا مذاق اڑانے والا ووٹر ــــ یہ مابہ الاتحاد ہو ــــ باقی میش بہ پلٹے خویش اور مُرغ بہ پائے خویش جو جدھر چاہے اُدھر منہ اٹھائے۔

__دلائل:__ یہ دونوں باتیں جن کو مابہ الاتحاد کہا گیا اسلام کے مسلمات میں سے ہیں نصوص کثیرہ سے ثابت ہیں اس وقت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی تصریحات الخیر کا فتویٰ خدام الدین کی اقلیتوں کو دھمکی اور تجلیات حبیب کا اپنی مکمل تائید کے ساتھ مفصل مضمون کی اشاعت ہی سلیم الفطرت انسانوں کے لیے کافی دلیل ہے واضح رہے کہ دینی ماہناموں میں مرکزی حیثیت رکھنے والے اردو ماہناموں الحسن لاہور اور نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے بھی اس نئی تجویز کو قرآن وسنت کے منافی اور ملک وملت کے لیے تباہ کن تجویز قرار دیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ خالص مذہبی مسئلہ ہے۔ اور مذہب کے نام لیواؤں کو اس کا ایسا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا کہ اس کی اصل بنیاد غیر مسلم اور فاسق وفاجر کا ووٹر ہونے اور با اختیار مقننہ میں ان کے شریک ہونے کی بنیاد ہی ختم ہو جاوے ورنہ اس کا نتیجہ بقول عارف روم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہوگا کہ ـــ

در بہ بست و دشمن اندر خانہ بود

حیلۂ فرعون زیں افسانہ بود

__کج فہم سیاست پرستوں کے شبہات:__ کہتے ہیں آج کی دنیا میں یہ ممکن نہیں کہ کوئی شہری ووٹ کے حق سے محروم رہے یا اسمبلی کا ممبر نہ بنایا جا سکے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا مفتی محمود صاحب کی زبانی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر روس میں غیر کمیونسٹ روسی اسمبلی کا ممبر نہیں بن سکتا اور اگر امریکی کانگریس میں کمیونسٹ ممبر بننے کا مجاز نہیں تو کیوں ایک اسلامی اسمبلی میں غیر مسلم ممبر بن سکے (تراجم وتنقیدات پر دستور ۱۹۵۶ء)

کہتے ہیں اس طرح ہر غیر اسلامی ملک میں مسلمانوں کو اسمبلی میں کوئی نشست نہیں ملے گی جواب یہ ہے کہ اس طرح تو پھر قتل مرتد کا مطالبہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ پھر وہ لوگ مسلمان بننے والوں کو قتل کرنے کا قانون بنالیں گے ۔ اور پھر تو یہاں اکثریت کی بنیاد پر اسلامی نظام نافذ کرنے کا مطالبہ بھی آپ روک دیں گے اور منطق یہی پیش کریں گے کہ وہاں پھر وہ لوگ بھی اکثریت کی بنیاد پر ہندوازم وغیرہ کا مطالبہ کردیں گے ۔ یہ اوہام ہیں اور ہوتے پدر ایمانہ بسیار کا مصداق ۔۔۔ اگر صحیح اسلام پیش کرنے سے آپ شرماتے ہیں تو اسلام کی قیادت کا قلادہ دور پھینک دیجئے ۔ فریب کی سیاست کب تک چلے گی ۔ وان تتولو یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

صدائے حق ! بہرحال مذہبی جرائد اور دینی رسالوں اور کچھ اسلام پسند اخبارات نے جو کچھ لکھا ہے یہ ان کی ملی ملکی اور مذہبی مجبوری ہے مگر بہت تھوڑا ہے ان کو تو ابھی فتنہ انگیز اور ملک وملت کیلئے تباہ کن تجویز کے خلاف ایک طوفان بن کر مقابلہ کرنا پڑے گا اور مسلسل تا آنکہ قوم کو جگانا ہوگا ۔

صرف نغمہ ہی نہیں لَے بھی بدلنی ہوگی
باغبانوں نے یہ سنا ہے "کہ چمن بیچ دیا"

دینی رسائل اور اسلامی جماعتیں ! یہ ایک حقیقت ہے جس کا بعض مدیران جرائد مذہبیہ کو شاید صحیح اندازہ نہیں کہ دینی اور مذہبی رسائل ہی اسلامی جماعتوں کو پٹرول مہیا کر رہے ہیں عرب دنیا اگر پٹرول پر صحیح کنٹرول کرلے تو امریکہ تک کو مفلوج کرسکتی ہے بالکل اسی طرح اگر مذہبی رسائل مذہب ہی کی خاطر نظام اسلام قائم کرنے کے بلند بانگ دعاوی کرنے والوں پر کڑی نظر رکھیں اور بلاخوف لومۃ لائم قل الحق ولو کان مرا پر عمل پیرا ہوں تو دوسرے دن ہی ان کی آنکھیں کھل جاویں اور انگلستان کا راستہ چھوڑ کر راہ کعبہ پر چل پڑیں وما النصر الا من عند اللہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا ان اللہ لا یحب کل خوان کفور ۔ أیبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا ۔

© rasailojaraid.com